Yashoda Girls' Arts & Commerce College, Nagpur

Department of Urdu

Assignment

Session: 2019 – 2020

Page No. Date / /20

Yashoda Girls Arts and Commerce College

Name: Feuna Reshbar.

Class: B.A IInd year (4th sem)

Subject: Urdu Compulsary.

Topic: Munshi Prem chand

2019 - 20.

Subject Teacher Dr. Sameera Momin

Principal

Girls Arts & Commerce
College, ..., Nagpur-18

SEAL

Shree Radhe

منشی پریم چند

نام := دھنپت رائے قلمی نام پریم چند

پیدائش := ۳۱ جولائی ۱۸۸۰ کو لمہی ضلع میں بنارس

وفات := ۸ اکتوبر ۱۹۳۶ بنارس میں ہوئی۔

تصانیف := ناول :=
ہم خرما و ہم ثواب، جلوہ ایثار، بیوہ، بازار حسن، گوشہ عافیت، نرملا، غبن، چوگان ہستی، پردہ مجاز، میدان عمل، گؤدان، منگل سوتر

افسانوی مجموعہ :=
سوز وطن، پریم پچیسی، پریم بتیسی، خاک پروانہ، خواب و خیال، پریم چالیسی، آخری تحفہ، زادِ راہ، دودھ کی قیمت، واردات۔

اردو ناول کی بنیاد تو مولوی نذیر احمد کے مبارک ہاتھوں سے اسی دن رکھ دیا گیا تھا۔ جب انھوں نے ۱۸۶۹ میں اپنی یادگار تصنیف مراۃ العروس مکمل کی تھی۔ لیکن اس عمارت کو اٹھنے اور قابل رشک بلندیوں کو چھو لینے کے لئے انتظار تھا۔ ایک عظیم فن کار کا جس کے ہاتھوں کا لمس اس صنف میں جان ڈال دے۔ اور جو اردو ناولوں کو عالمی ادب کے نثر افسانوی پاروں کے ہم پلہ بنا دے۔ آخر کار پریم چند نے یہ کارنامہ انجام دیا ۱۹۰۷ میں جب انھوں نے قلم اٹھایا تو ہمارے افسانوی ادب کی حالت کچھ خاص قابل ذکر نہ تھی۔ مگر جب ۱۹۳۶ میں

SEAL

موت نے ان کے ہاتھوں سے قلم چھینا تو اردو ناول و
افسانہ کی داستان ہی کچھ اور تھی۔

پریم چند کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ
انھوں نے عام انسان بلکہ خاص طور پر کسان کو اپنا
ہیرو بنایا۔ ان سے آزاد اور مرزا ہادی رسوا
اور مولوی نذیر احمد کے کردار بے شک عام زندگی سے
قریب ہیں مگر ان میں سے زیادہ تر کا تعلق اونچے
یا متوسط طبقے سے ہے۔ پریم چند نے پہلی بار عام
آدمی یعنی غریب طبقے کے لوگوں اور مسائلوں کو
اپنے ناولوں اور افسانوں میں مرکزی جگہ دی۔ ایک
نقاد کے الفاظ میں پریم چند نے اس عام انسان
کو شہزادوں سے بڑھ کر حسین اور پرستان کی
پریوں سے زیادہ دلنوازی بخشی ہے۔

پریم چند سے پہلے شہری زندگی ہی ہمارے فنکار کی
توجہ کا مرکز تھی پریم چند نے دیہات اور دیہات کے
مسائل پر قلم اٹھایا۔ ان سے پہلے کہیں ہندوستانی
گاؤں کا ذکر ہوتا تھا۔ تو اس طرح جیسے شاعری
کی جا رہی ہے۔ مطلب یہ کہ گاؤں کے سلسلے میں یہ
خیال عام تھا۔ کہ وہاں لہلہاتے ہوئے سرسبز و شاداب
کھیت ہیں۔ وہاں کی فضا ہمیشہ خوشگوار اور موسم
سدا بہار رہتا ہے۔ زندگی پرسکون ہے۔ گاؤں کی
یہ فرضی تصویر کھینچنے والے وہ اہل قلم تھے۔ جنھوں نے
گاؤں کو دور سے دیکھا تھا۔

دیہاتی زندگی :=

پریم چند دیہاتی زندگی سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ دیہات کے ایک زراعت پیشہ خاندان سے ان کا تعلق تھا۔ اور وہ خود غربت و تنگ دستی کی زندگی گزار چکے تھے۔ ان سب سے زیادہ کون صاحب قلم اس حقیقت سے واقف ہو سکتا تھا۔ کہ یہ ہندوستانی کسان بیک وقت تین ظالموں کے ظلم کا نشانہ بنے یہ ظالم ہیں زمیندار، مہاجن اور پروہت۔ زمیندار ہر طرح کسان کا خون چوسنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور بہانے بہانے سے غریب کسان سے اس کے گاڑھے پسینے کی کمائی اینٹھنا چاہتا ہے۔ فصل میں تو بڑا حصہ اسی کا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی وہ کسی نہ کسی نام سے نذرانہ وصول کرتا رہتا ہے۔ غربت اور تنگ دستی اسے بار بار قرض لینے پر مجبور کرتی ہے۔ اور قرض دینے کے لئے گاؤں میں مہاجن موجود ہے وہ سود در سود کا ایسا چکر چلاتا ہے جس سے کسان نجات نہ پا سکے۔ تیسری ذات شریف پروہت کی ہے۔ جو مذہبی رسم و رواج کے بہانے اپنا الو سیدھا کرتا ہے۔ کہ ایسا ہی شخص میں یہ تینوں صفتیں ہو جاتی ہے۔

سماجی ناانصافی :=

سماجی ناانصافی اور نابرابری دوسرا اہم مسئلہ ہے۔ جو پریم چند کی توجہ کا مرکز بنا۔ اب کم سہی لیکن اس زمانے میں چھوت چھات کا مسئلہ بڑا درد ناک تھا۔ ایک طبقے کے اپنا ناپاک خیال کیا جاتا رہا تھا۔ اور افسوس سی حد تک آج بھی کیا جاتا ہے کہ اس طبقے کے کسی فرد سے چھو جانے والا خود کو بھی ناپاک سمجھتا تھا۔

SEAL

آدرش واد:=

آدرش واد کا سبق پریم چند نے مہاتما
گاندھی اور ٹالسٹائی سے سیکھا تھا۔ دونوں بزرگوں
کا ماننا ہے کہ اخلاقی قدروں پر پریم چند مکمل
ایمان رکھتے تھے۔ یہ مہاتما گاندھی کا اپنا ہی
اثر ہے۔ کہ وہ بروں کے دل بدل کر برائی کو مٹانا
چاہتے ہیں۔ وہ اصلاح پسند ہیں اصلاح کے
ذریعے وہ ساری دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دینا
چاہتے ہیں۔ یہ انسان دوستی پریم چند کی فکر کا
بنیادی عنصر ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ حقیقت
پسند ہونے کے باوجود وہ اکثر آدرش وادی
ہو جاتے ہیں۔ پریم چند کے اکثر کردار اپنے ذاتی
نفع و نقصان کو بالائے طاق رکھ دوسروں کے
دکھ سے دکھی اور دوسروں کے سکھ سے سکھی
ہوتے ہیں۔ وہ انسان کے سارے دکھ مٹا کر اسے
بلند قامت اور سربلند بنا دینا چاہتے ہیں۔
غربت سے نجات اور انسانی مساوات ان کا
آدرش ہے۔ عورتوں اور بیواؤں کے ساتھ نا
انصافی انھیں اذیت پہنچاتی ہے۔ فرقہ وارانہ
ذہنیت کو وہ ملک کے لئے مہلک خیال کرتے ہیں
سماج کے رگ و پے میں جو خرابیاں زہر کی
طرح سرایت کئے ہوئے ہیں۔ ان کے خلاف وہ
برابر آواز اٹھاتے رہے۔ وقت گزرنے کے
ساتھ اس آواز کا تیکھا پن اور لہجے کی تلخی
بڑھتی چلی گئی۔ آخری ایام کی تحریروں میں
طنز کی شدت بہت نمایاں ہے۔

SEAL

حقیقت نگاری :۔

پریم چند کے ناول و افسانہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے۔ کہ ان کی حقیقت نگاری سب سے مختلف ہے۔ پریم چند نے جس حقیقت کی تصویر کشی کی وہ کتابوں سے نہیں بلکہ اصل زندگی سے اخذ کی گئی ہے۔ انھوں نے ہندوستان کے غریبوں کا سنا سنایا حال نہیں لکھا بلکہ خود ان سے ناتا جوڑا۔ ان کے درمیان رہے۔ کہ ان کے مسائل و مصائب کو سمجھتا کسانوں اور مزدوروں کی لو باس پریم چند کے ناولوں اور افسانوں میں بسی ہوئی ہے۔ اسی لیے انھوں نے کہا ہے کہ

" اگر آپ دیہات کے کسی گھر کا نقشہ کھینچ رہے ہیں تو جب تک آپ افسانے میں گوبر کی لو اور بھوسے کی مہک پڑھنے والوں کو محسوس نہ ہو اس وقت تک یہ منظر کشی کامیاب نہیں کہا جا سکتی۔

سادہ نگاری :۔

پریم چند نے حقیقت و اصلیت کی تصویر کشی کے لئے قلم کا استعمال کیا۔ مطلب یہ کہ انھوں نے حقیقی اور اصلی زندگی کی سیدھے سادھے لفظوں میں جیتی جاگتی تصویر اتار دی۔ یہی وہ صفت ہے جس نے ان کی تحریر میں جادو کا سا اثر پیدا کر دیا۔ ان سے پہلے میر امن اور غالب نے اپنی تحریروں سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ بیان کی سادگی عبارت میں عجب لطف پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے باوجود ہمارے ادیب لفاظی اور عبارت آرائی کے چکر سے پوری طرح چھٹکارا نہیں پا سکے تھے۔ استعارہ و تشبیہ کا استعمال

اور شیریں بیانی کے وہ حد سے زیادہ اہمیت دیتے
تھے۔ اس لئے ان کی نثر میں تصنع پیدا ہو جاتی ہے۔
اس کے برعکس پریم چند کی زبان سادہ بے تکلف
اور فطری ہے۔ البتہ ابتدائی زمانے کی نثر عیب سے
پاک نہیں۔ اس وقت وہ عربی و فارسی کے ثقیل
اور نامانوس الفاظ زیادہ استعمال کرتے تھے۔
رفتہ رفتہ یہ خامی دور ہو گئی۔ ان کی تخلیقی
زندگی کے آخری دور میں بے حد دلکش اور آسان
زبان لکھنے لگے تھے۔ گئودان اس کی بہترین مثال ہے۔

پلاٹ:-

پلاٹ کی تیاری میں پریم چند کچھ خاص
توجہ کرتے تھے وہ خوب جانتے تھے کہ فن ناول
نگاری کے مطالبات کیا ہیں۔ انھیں پوری طرح
احساس تھا کہ پلاٹ ناول کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔
یہ نہ ہو تو ناول کی عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی۔
اس لئے انھوں نے اپنے ہر ناول کے پلاٹ کا
منصوبہ پورے غور و فکر کے ساتھ تیار کیا۔
ان کے کمزور ناول بھی پلاٹ کے نقطہ نظر سے
پوری طرح کامیاب ہیں۔ گئودان میں دو متوازی پلاٹ
پلاٹ دوہرا ہے۔ اس لئے پلاٹ میں تھوڑا
الجھاؤ پیدا ہو گیا ہے۔ گئودان، میدان عمل
اور چوگان ہستی کے پلاٹ نہایت چست اور
سڈول ہیں۔

SEAL

کردارنگاری :-

کردار نگاری میں پریم چند نے بڑی فنکارانہ مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ کردار نگاری ملتی کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ناول و افسانہ انسان کی سرگزشت ہے۔ اور اسی سرگزشت کو مرکز بنا کر فنکار ہمیں ساری کائنات کی سیر کرا دیتا ہے۔ لیکن یہ سرگزشت اسی وقت پُرکشش و پُرتاثیر ہو سکتی ہے جب وہ حقیقی انسانوں سے تعلق رکھتی ہو۔ حقیقی انسان اپنی زندگی کا مالک آپ ہوتا ہے۔ اور اپنی ایک ہستی رکھتا ہے جو کردار فن کار کے ہاتھ میں کٹھ پتلیوں کی طرح حرکت کرتے ہیں ان میں جاذبیت نہیں ہوتی۔ سروالٹر اسکاٹ نے بڑے فخر کے ساتھ کہا تھا "میں کردار تخلیق ضرور کرتا ہوں مگر انھیں آزاد چھوڑ دیتا ہوں وہ کردار جہاں چاہتے ہیں مجھے لے جاتے ہیں۔" یہی حال پریم چند کا ہے۔ ان کے کردار مولوی نذیر احمد کے کرداروں کی طرح مٹی کے مادھو نہیں۔ حالات و واقعات کے مطابق ان میں تبدیلی ہوتی ہے۔ عام انسانوں کے مجمع سے پریم چند نے ایسے جیتے جاگتے کردار وضع کئے ہیں کہ قارئین ایک بار ان کے بارے میں پڑھ لے تو زندگی بھر انھیں بھلا نہیں سکتا۔ ہوری، جھنیا، سلیا، امر کانت، [illegible]، [illegible] وغیرہ ٹھاکر جن سنگھ اور بے شمار ایسے زندہ جاوید کردار ہیں۔ جو رہ رہ کر ہمیں یاد آتے ہیں۔ اور محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے ان کے بارے میں صرف پڑھا نہیں بلکہ ان سے ملے ہیں اور ان کے ساتھ رہے ہیں۔

SEAL

پریم چند کے ناولوں میں سے کچھ یہ ہیں جلوہ
ایثار، بیوہ، بازارِ حسن، گوشۂ عافیت،
غبن، چوگانِ ہستی، پردہ مجاز، میدانِ عمل
اور گئودان پہلے دور کے ناول ہیں اور جس
وقت لکھے گئے جب ان کے فن میں پختگی نہیں آئی تھی۔
بازارِ حسن، گوشۂ عافیت اور غبن دوسرے
دور کے ناول ہیں۔ بازارِ حسن شہر میں آباد متوسط
طبقے کی زندگی سے سروکار رکھتا ہے۔ عصمت فروشی
کو اس ناول میں ملامت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔
آخر میں طوائفیں گناہ کی زندگی سے توبہ کر لیتی
ہیں۔ دلوں کی تبدیلی کرکے بدی کا خاتمہ کرا دینا
پریم چند کا مخصوص انداز ہے۔ "گوشۂ عافیت"
کا موضوع محنت کش طبقے کی زندگی اور ان کے
بنیادی مسائل ہیں۔ ان میں ہندوستانی زندگی
کی بھرپور مرقع کشی کی گئی ہے۔ فنی اعتبار سے بھی
یہ ناول بہت اہمیت رکھتا ہے۔ "غبن" ایک
گھریلو اور معاشرتی ناول ہے۔ زیور اور آرائش کا
شوق جو متوسط شناخت ہے۔ یہاں اسے طنز کا نشانہ
بنایا گیا ہے۔

Principal
Yashodha Girls Arts & Commerce
College, Sneh Nagar, Nagpur-15
SEAL

Yashoda Girls' Arts & Commerce College, Nagpur

Department of Urdu Literature

Assignment

Session: 2019 – 2020

Page No. Date / /20

YASHODHA GIRLS ARTS AND COMMERCE COLLEGE.

Assignment-01 + 02
2019-20

NAME: Taherim Fatema.

Topic: Munshi Prem chand

Subject: Urdu literature

Class: B.A I st year.

Sub teacher: Dr. Sameera Momin.

Principal Signature

Principal
Yashodha Girls Arts & Commerce
College, Sneh Nagar, Nagpur-15

SEAL

Shree Radhe

منشی پریم چند

نام:- منشی پریم چند کا پیدائشی نام دھنپت رائے تھا۔ اور قلمی نام منشی پریم چند تھا۔

پیدائش:- منشی پریم چند کی پیدائش ۳۱ جولائی ۱۸۸۰ کو ضلع بنارس میں ایک گاؤں لمہی میں ہوئی۔

وفات:- ان کی وفات ۸ اکتوبر ۱۹۳۶ میں بنارس میں ہوئی۔

تصانیف:- ناول:- ہم خرما و ہم ثواب، جلوہ ایثار، بیوہ بازار حسن، گوشہ عافیت، نرملا، غبن، چوگان ہستی، پردہ مجاز، میدان، گئودان، منگل سوتر

افسانوی مجموعے:- سوز وطن، پریم پچیسی، پریم بتیسی، خاک پروانہ، خواب و خیال، پریم چالیسی، آخری تحفہ، زادراہ، دودھ کی قیمت، واردات۔

اردو ناول کی بنیاد مولوی نذیر احمد کے مبارک ہاتھوں سے اسی دن رکھ دیا گیا تھا۔

جب انھوں نے ۱۸۶۹ء میں اپنی یادگار تصنیف
مراۃ العروس مکمل کی۔ لیکن اس عمارت کو
اٹھنے اور قابل رشک بلندیوں کو چھونے کے لئے
انتظار تھا۔ ایک عظیم فن کار کا۔ جس کے ہاتھوں
کا لمس اس صنف میں جان ڈال دے۔ اور
جو اردو ناولوں کو عالمی ادب کے شہ پاروں
کے ہم پلہ بنا دے۔ آخر کار پریم چند نے یہ
کارنامہ انجام دیا ۱۹۰۷ میں جب انھوں نے قلم
اٹھایا تو ہمارے افسانوی ادب کی حالت کچھ
خاص قابل ذکر نہ تھی۔ مگر جب ۱۹۳۶ میں موت
نے ان کے ہاتھوں سے قلم چھینا تو اردو ناول و
افسانہ کی شان ہی کچھ اور تھی۔

پریم چند کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے
کہ انھوں نے عام انسان بلکہ خاص طور پر کسان
کو اپنا ہیرو بنایا۔ ان سے آزاد اور مرزا ہادی
رسوا، اور مولوی نذیر احمد کے کردار بے شک
عام زندگی سے قریب ہیں۔ مگر ان میں سے
زیادہ تر کا تعلق اونچے یا متوسط طبقے سے
ہے پریم چند نے پہلی بار عام آدمی یعنی غریب
طبقے کے لوگوں اور کسانوں کو اپنے ناولوں اور
افسانوں میں مرکزی جگہ دی۔ ایک نقاد کے الفاظ
میں پریم چند نے اس عام انسان کو شہزادوں سے
بڑھ کر حسین اور پرستان کی پریوں سے زیادہ
دلنوازی بخشی ہے۔

پریم چند سے پہلے شہری زندگی ہی ہمارے فنکار
کی توجہ کا مرکز تھی پریم چند نے دیہات اور
دیہات کے مسائل پر قلم اٹھایا ان سے پہلے

SEAL

کہیں ہندوستانی گاؤں کا ذکر ہوتا تھا تو اس طرح جیسے شاعری کی جان یہی ہے۔ مطلب یہ کہ گاؤں کے سلسلے میں یہ خیال عام تھا۔ کہ وہاں لہلاتے ہوئے سرسبز و شاداب کھیت ہیں۔ وہاں کی فضا ہمیشہ خوشگوار اور موسم سدا بہار رہتا ہے۔ زندگی پرسکون ہے۔ گاؤں کی یہ فرضی تصویر کھینچنے والے وہ اہل قلم تھے۔ جنہوں نے گاؤں کو دور سے دیکھا تھا۔

دیہاتی زندگی:=

پریم چند دیہاتی زندگی سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ دیہات کے ایک زراعت پیشہ خاندان سے ان کا تعلق رہا ہے اور وہ خود غربت تنگ دستی کی زندگی گزار چکے تھے۔ ان سب سے زیادہ کون صاحب قلم اس حقیقت سے واقف ہو سکتا تھا۔ کہ یہ ہندوستانی کسان ہر وقت تین ظالموں کے ظلم کا نشانہ ہے یہ ظالم ہیں زمیندار، مہاجن اور پروہت۔ زمیندار ہر طرح کسان کا خون چوسنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر بہانے بہانے سے غریب کسان سے اس کے گاڑھے پسینے کی کمائی اینٹھنا چاہتا تھا۔ فصل میں تو بڑا حصہ اسی کا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی وہ کسی نہ کسی نام سے نذرانہ وصول کرتا رہتا ہے۔ غربت اور تنگ دستی اسے بار بار قرض لینے پر مجبور کرتی ہے اور قرض دینے کے لئے گاؤں میں مہاجن موجود ہے۔ وہ سود در سود کا ایسا چکر چلاتا ہے۔ جس سے کسان نجات نہ پا سکے۔ تیسری ذات شریف پروہت کی ہے جو مذہبی رسم و رواج کے بہانے اپنا الو سیدھا کرتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہ تینوں صفتیں ایک میں ہوتی ہے

سماجی ناانصافی:-

سماجی ناانصافی اور نابرابری دوسرا اہم
مسئلہ ہے۔ جو پریم چند کی توجہ کا مرکز بنا۔ اب کم ہی
لیکن اس زمانے میں چھوت چھات کا بڑا مسئلہ اتنا
دردناک تھا۔ ایک طبقے کو ایسا ناپاک خیال کیا جاتا
تھا۔ (اور افسوس کسی حد تک آج بھی کیا جاتا ہے۔)
اس طبقے کے کسی فرد سے چھو جانے والا خود کو بھی
ناپاک سمجھتا تھا۔

آدرش واد

آدرش واد کا سبق پریم چند نے مہاتما گاندھی
اور ٹالسٹائی سے سیکھا اپنی دونوں بزرگوں کا فیضان
ہے۔ کہ اخلاقی قدروں پر پریم چند مکمل ایمان رکھتے
تھے۔ یہ مہاتما گاندھی کی اہنسا کا ہی اثر ہے۔ کہ وہ برائی
کے دل بدل کر برائی کو مٹانا چاہتے ہیں۔ وہ اصلاح
پسند ہیں۔ اصلاح کے ذریعے وہ ساری دنیا کو جنت
کا نمونہ بنا دینا چاہتے ہیں۔ یہ انسان دوستی پریم
چند کی فکر کا بنیادی عنصر ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ
حقیقت پسند ہونے کے باوجود وہ اکثر آدرش
وادی ہو جاتے ہیں۔ پریم چند کے اکثر کردار اپنے
ذاتی نفع و نقصان کو بالائے طاق رکھ کر دوسروں
کے دکھ سے دکھی اور دوسروں کے سکھ سے سکھی
ہوتے ہیں۔ وہ انسان کے سارے دکھ مٹا کر اسے
بلند قامت اور سر بلند بنا دینا چاہتے ہیں
یہ غربت سے نجات اور انسانی مساوات ان کا آدرش
ہے۔ عورتوں اور بیواؤں کے ساتھ ناانصافی ا[illegible]
اذیت پہنچائی ہے۔ فرقہ وارانہ ذہنیت کو وہ ملک
کے لئے مہلک خیال کرتے ہیں۔ سماج کے

میں جو خرابیاں زہر کی طرح سرایت کئے ہوئے ہیں۔ ان کے خلاف وہ برابر آواز اٹھاتے رہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس آواز کا تیکھا پن اور لہجے کی تلخی بڑھتی چلی گئی۔ آخری ایام کی تحریروں میں طنز کی شدت بہت نمایاں ہے۔

حقیقت نگاری:=

پریم چند کے ناول و افسانہ کی سب سے اہم خصوصیات یہ ہے۔ کہ ان کی حقیقت نگاری سب سے مختلف ہے پریم چند نے جس حقیقت کی تصویر کشی کی وہ کتابوں سے نہیں بلکہ اصل زندگی سے اخذ کی گئی ہے۔ انھوں نے ہندوستان کے غریبوں کا سنا سنایا حال نہیں لکھا بلکہ خود ان سے نا آشنا ہو کر ان کے درمیان رہے۔ کہ ان کے مسائل و مصائب کو سمجھا کسانوں اور مزدوروں کی گویا بس پریم چند کے ناولوں اور افسانوں میں بسی ہوئی ہے۔ اس لئے انھوں نے کہا ہے کہ " اگر آپ دیہات کے کسی گھر کا نقشہ کھینچ رہے ہیں تو جب تک آپ افسانے میں گوبر کی بو اور بھوسے کی خشکی پڑھنے والوں کو محسوس نہ ہو اس وقت تک یہ منظر کشی کامیاب نہیں کی جا سکتی۔"

سادہ نگاری:=

پریم چند نے حقیقت و اصلیت کی تصویر کشی کے لئے قلم کا استعمال کیا۔ مطلب یہ کہ انھوں نے حقیقی اور اصلی زندگی کی سیدھی سیدھی سیدھے سادے لفظوں میں جاگتی تصویر اتاری۔

سادہ نگاری

یہی وہ صفت ہے۔ جس نے ان کی
تحریر میں جادو کا سا اثر پیدا کر دیا۔ ان سے
پہلے میر امن اور غالب نے اپنی تحریروں سے یہ
ثابت کر دیا تھا۔ کہ بیان کی سادگی عبارت
میں عجب لطف پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے
باوجود ہمارے ادیب لفاظی اور عبارت آرائی
کے چکر پوری طرح چھٹکارا نہیں پا سکتے تھے
استعارہ تشبیہ کے استعمال اور شیریں بیانی
کو وہ حد سے زیادہ اہمیت دیتے تھے پوری
طرح چھٹکارا نہیں پا سکتے تھے؛ استعارہ
و تشبیہ کے استعمال اور شیریں بیانی کو وہ حد سے
زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ اس لئے ان کی نثر میں
تصنع پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے برعکس پریم
چند کی زبان سادہ بے تکلف اور فطری ہے۔
البتہ ابتدائی زمانے کی نثر عیب سے پاک
نہیں۔ اس وقت وہ عربی و فارسی کے ثقیل
اور نامانوس الفاظ زیادہ استعمال کرتے تھے۔
رفتہ رفتہ یہ خامی دور ہو گئی۔ ان کی
تصنیفی زندگی کے آخری دور میں بے حد دلکش
اور آسان زبان لکھنے لگے تھے گئودان اس کی
بہترین مثال ہے۔

پلاٹ:ـ

پلاٹ کی تیاری میں پریم چند کی بطور خاص توجہ کرتے تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ فن ناول نگاری کے مطالبات کیا ہیں۔ انھیں پوری طرح احساس تھا۔ کہ پلاٹ ناول کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یہ نہ ہو تو ناول کی عمارت اٹھ ہی نہیں سکتی۔ اس لئے انھوں نے اپنے ہر ناول کے پلاٹ کا منصوبہ پورے غور و فکر کے ساتھ تیار کیا۔ ان کے کمزور ناول بھی پلاٹ کے نقطہ نظر سے پوری طرح کامیاب ہیں۔ "پردہ مجاز" کا پلاٹ دوہرا ہے۔ اس لئے کہانی میں تھوڑا الجھاؤ پیدا ہو گیا ہے۔ گئودان، میدان عمل اور چوگان ہستی کے پلاٹ نہایت چست اور سڈول ہیں

کردار نگاری:

کردار نگاری میں پریم چند نے بڑی فنکارانہ مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ کردار نگاری فکشن کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ناول و افسانہ انسان کی سرگزشت ہے۔ اور اسی سرگزشت کو مرکز بنا کر فنکار ہمیں ساری کائنات کی سیر کرا دیتا ہے۔ لیکن یہ سرگزشت اسی وقت پر کشش و پر تاثیر ہو سکتی ہے۔ جب وہ حقیقی انسانوں سے تعلق رکھتی ہو۔ حقیقی انسان اپنی زندگی کا مالک آپ ہوتا ہے اور اپنی ہستی رکھتا ہے۔ جو کردار فنکار کے ہاتھ میں کٹھ پتلیوں کی طرح حرکت کرتے ہیں۔ ان میں جاذبیت نہیں ہوتی ہے۔ سر والٹر اسکاٹ نے بڑے فخر کے ساتھ کہا تھا کہ "میں کردار تخلیق ضرور کرتا ہوں۔ مگر انھیں آزاد چھوڑ دیتا ہوں وہ کردار جہاں جانا چاہتے ہیں۔ مجھے لے جاتے ہیں۔" یہی حال پریم چند کا ہے۔ ان کے کردار مولوی نذیر احمد کے کرداروں کی طرح مٹی کے مادھو نہیں۔ حالات و واقعات کے مطابق ان میں تبدیلی ہوتی ہے۔ عام انسانوں کے مجمع سے پریم چند نے ایسے جیتے جاگتے کردار واضح کئے ہیں۔ کہ قاری ایک بار ان کے بارے میں پڑھ لے تو ساری زندگی انھیں بھلا نہیں سکتا۔ ہوری، گوبر، جھنیا، سلیا، امر کانت، نیک، کا داروغہ، ٹھاکر جن سنگھ اور بے شمار ایسے زندہ جاوید کردار ہیں

جو رہ رہ کر ہمیں یاد آتے ہیں اور محسوس ہوتا ہے
کہ ہم نے اس کے بارے میں صرف پڑھا نہیں بلکہ
ان سے ملے ہیں اور ان کے ساتھ رہے ہیں۔

پریم چند کے ناول میں سے کچھ یہ ہیں۔ جلوہ
ایثار، بیوہ، بازارِ حسن، گوشۂ عافیت، غبن
چوگانِ ہستی، پردۂ مجاز، میدانِ عمل اور
گئودان پہلے دو زکے ناول ہیں۔ اور اس وقت
لکھے گئے جب ان کے فن میں پختگی نہیں آئی تھی۔
بازارِ حسن، شہر میں آباد متوسط طبقے کی
زندگی سے سروکار رکھتا ہے۔ عصمت فروشی
کو اس ناول میں ملامت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔
آخر میں طوائفیں گناہ کی زندگی سے توبہ کرلیتی
ہیں۔ دلوں کے تبدیلی کرکے بدی کا خاتمہ
کرا دینا۔ پریم چند کا مخصوص انداز ہے۔
"گوشۂ عافیت" کا موضوع محنت کش طبقے
کی زندگی اور ان کے بنیادی مسائل ہیں۔ ان
میں بزدو بستانی زندگی کی بھرپور مرقع کشی
کی گئی ہے۔ فنی اعتبار سے بھی یہ ناول بہت
اہمیت رکھتا ہے۔ "غبن" ایک گھریلو اور
معاشرتی ناول ہے۔ زیور اور آرائش کا
شوق جو متوسط شناخت ہے۔ یہاں
اسے طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

Principal
Girls Arts & Commerce
College,